محبوب کا سُراغ

(مولانا صوفی سید شاہ عبدالقادر صاحب رضا حیدرآبادی)

صفت کی وسعت ذات کی وسعت پر موقوف ہے جسقدر ذات وسیع ہوگی اسیقدر صفت کی وسعت میں گنجائش ہوگی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی مرتبہ بِر کی تحصیل محبوب شئے کے خرچ کردینے پر موقوف ہے جبتک محبوب شئے اپنے قبضہ دل سے خارج نہ کردیجائیگی مرتبہ بر حاصل نہ ہوگا اور بِر کے معنی نیکیوں میں وسعت پیدا کردینے کے ہیں۔ چونکہ نیکی ایک صفت ہے اسلئے اسکی وسعت اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے کہ ذات بھی وسعت نیکی کے مطالبہ کے موافق وسیع ہو۔

ذات مقید محدود ہے لیکن اس کے صفات محدود جو وسعت امور حسنہ میں مطلوب خداوندی ہیں ان کو البتہ غیر محدود ہونا چاہئے اور صفت کی غیر محدود وسعت جبتک ذات غیر محدود نہ ہو محال ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ تحصیل بر سے مقصود مرتبہ قید و تقیید سے آزادی حاصل کرنا ہے یہی سبب ہے کہ اس مقام پر لفظ بِر کی تفسیر نجات سے کی گئی ہے تو آیہ کریمہ کا مطلب ہوا کہ تم جبتک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرڈالوگے نجات حاصل نہیں کرسکتے، مال پیارا ہے خرچ کرڈالو، جائداد پیاری ہے نکال ڈالو، جورو بچے پیارے ہیں ان سے دل پھیرلو، جاہ و منصب پیارے ہیں ان سے ہاتھ اٹھالو یہانتک کہ اگر جان پیاری ہے تو اس کو بھی دے ڈالو۔

مطلب یہ ہے کہ جبتک تمہاری خواہش کی جڑ قائم رہیگی شاخیں بھی نکلتی رہیں گی اسلئے حقیقی بر کی تحصیل اسوقت ہوگی جبکہ تمہاری ہستی کا نخل جڑ سے کٹ جائے اور تم مقید سے مطلق ہوجاؤ یعنی محبس سے رہائی حاصل کرلو اور یہ معلوم ہے کہ قید سے رہا ہوکر گھر کو جاتا ہے اب یہ خواہ اضطراری ہو یا غیر اضطراری مگر بہر حال جانا ضرور ہے اور یہی مطلب ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور الی اللہ المصیر کا۔

اسی مرتبہ کے حصول کے بعد تم اپنی موجی صورت مقید کو توڑ کر دریا میں فنا ہوجاؤ گے اور دریا کی وسعت ذاتی سے تمہارا حباب صاف بھی وسیع اور غیر محدود ہوجائیگا اور پھر وہ درجہ حاصل ہوجائیگا جسکی خبر ان لفظوں میں دیگئی ہے

بی یسمع، بی یبصر، بی ینطق، بی یمشی، اس مکرم اور معزز درجہ پر فائز ہو جانے کا نام ہی تکمیل بر ہے جو مقصودِ حق تعالیٰ ہے۔ ع

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

محبت کا تعلق | محبت کا تعلق ہمیشہ امرِ غائب سے ہی ہوتا ہے کیونکہ محبت کے دوسرے معنے طلب کے ہیں اور طلب غیر حاضر شئے ہی کی ہوا کرتی ہے کیونکہ حاضر اور موجود شئے کی طلب بے معنی چیز ہے اور جب یہ تسلیم ہے کہ طلب غیر موجود شئے سے ہی ہوتی ہے تو اس لئے ہمارا یہ کہنا صحیح ہے کہ محبت کا تعلق امرِ غائب سے ہوتا ہے نہ کہ امرِ حاضر سے لہٰذا جب مطلوب حاضر ہو گیا یا حاصل ہو گیا تو پھر طلب کی منزل طے ہو جاتی ہے اور یہاں پہنچ کر نہ محبت رہتا ہے نہ محبوب اور نہ محبت۔ پس اس میں کوئی کلام نہیں کہ محبت کا کارخانہ امرِ غائب ہی کے سر پر قائم ہوا ہے اور جب ستون ہی باقی نہ رہیں گے تو عمارت بھی قائم نہ رہے گی۔

محبت کا سراغ | محبوب کے پردے یا محل و ظرف کو محبوب سمجھنے میں ساری دنیا مبتلا ہے لہٰذا اس غفلت کے پردے کو سمجھ لینا چاہئے اور مستعدی کے ساتھ چاک کر ڈالنا چاہئے، لوگ کسی چیز کی محبت میں مبتلا ہوتے ہیں خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز اور سمجھتے ہیں کہ اسی شئے سے متمتع ہونا ہمارا اصلی مقصد ہے کیونکہ یہی ہمارا حقیقی محبوب ہے حالانکہ حقیقتِ حال اس سے منزلوں دور ہے بات یہ ہے کہ جورو بچے، مال و دولت، جاہ و منصب وغیرہ پردے ہیں جس کے اندر سے آپ کے محبوب کا جلوہ جھلک رہا ہے اور آپ ان پر جان دے رہے ہیں جن کو عیش و آرام، خوشی، لذت، سرور و اطمینان وغیرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور ان سب کو ہم آپ کی غرض سے تعبیر کر سکتے ہیں پس اب سمجھ جائیے کہ آپ اپنی غرض کے عاشق ہیں محب ہیں اور طالب ہیں اور وہ غرض دراصل آپ کی معشوقہ ہے محبوبہ ہے اور مطلوبہ ہے یعنی بیوی سے جو آپ کو لذت ملتی ہے وہ آپ کی معشوقہ ہے نہ کہ بیوی کی ذات اسی طرح دوسری چیزوں کی محبت کو بھی منطبق کر لیجئے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ سب محبوب بالغرض ہیں اور محبوب بالذات خود آپ کی ذات ہے تو اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ خود آپ کے سوا نہ کوئی آپ کا معشوق ہے نہ محبوب اور نہ مطلوب۔

خدا کی محبت | غیر خدا کی محبت کے پردوں کے چاک ہو جانے کے بعد اب خود خدا کی محبت کی طرف آئے اور

اس مختصر زندگی کا جائزہ لیجئے کہیں ایسا تو نہیں کہ یہاں بھی وہی دھوکا لگ رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس سے بڑھکر دھوکے اور نقصان کی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

خدا نے اسی لئے محبت ہی کی وجہ سے آپ کو پیدا کیا، پرورش کی، دنیا کے اندر زندگی کے سامان بخشے، مرنے کے بعد جنت عطا فرمائیگا۔ اگر معاملہ یہی ہے تو تسلیم کر لیجئے کہ یہ جملہ امور بھی آپکے اغراض میں شامل ہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کی محبت کے پردہ میں آپ اپنی غرض کے معشوق محبوب کے جلوے کے طالب ہیں۔ لہذا اس محبت میں بھی آپ اپنے ہی معشوق اپنے ہی محبوب اور اپنے ہی مطلوب ہیں۔ الغرض آپ کو جبتک کسی محبوب کے وصال سے کسی قسم کی لذت کا مطالبہ ہوگا وہی لذت آپ کی معشوقہ محبوبہ و مطلوبہ ہوگی اور وہ محبوب مطلوب ہر چیز جسکو آپ اپنا محبوب بنواز سمجھتے ہیں زیادہ سے زیادہ آپکے محبوب کے وصال کا ذریعہ ہوگا یا واسطہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آپ کو آپ سے محبت

آئیے اس بحث کو ختم کیجئے کہ اگر آپ کو آپ سے محبت ہے لیکن ذات کا حصول نہیں تو چونکہ یہ محبت ذاتی اور بے غرض ہے اسلئے آپ کو جو آپکے غیر سے محبت ہے وہ وصفی اور عرضی محبت قابل تغیر و تبدل ہے اور ذاتی محبت دوامی اور غیر متغیر جبتک آپ ہونگے اور آپ کی ہستی تا بال برابر بھی اثر باقی رہیگا (یعنی عین و اثر۔ نور خدا نہ ہونگے) آپکو خدا کی حقیقی محبت حاصل نہ ہوگی یعنی اس وقت آپ کی محبت ذات پاک حق سے آپ کو ایسی حاصل ہوگی جیسی کہ اس وقت آپ سے آپ کو ہے۔

حقیقی محبت

سے مطلب یہ ہے کہ پاک کیا تھا حقیقی محبت کا پیدا کرنا لن تنالوا البر حتی تنفقوا کے حقیقی معنے ہیں یعنی آپ کے جسقدر غیر خدا محبوب ہیں ان سب کو نکال پھینکئے۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ مال و دولت جاہ و منصب جورو بچے عیش و آرام کا چھوڑ دینا بھی کافی نہیں کیونکہ ابھی سب سے بڑا دریا سب سے بڑا بت آپ خود ہیں جو محبت کی راہ میں حائل ہیں کیونکہ آپ بھی تو اپنے محبوب ہیں سب اپنی ہستی کو بھی تصدق کر دیجئے جب یہ ہو جائے تو سمجھئے کہ مرتبہ بر کا حصول ہو گیا کیونکہ قرآن مجید مرتبہ بر کے حاصل کرنے کیلئے ہر محبوب کے چھوڑ دینے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ توکلت و الیہ انیب